ذات صفات کی حقیقت' یا قضا و قدر کا مسئلہ' یا جو کسی مضمون کے لیے غیر ضروری ہیں ---- جیسے اصحاب کہف کی تعداد کا مسئلہ' یا جو احکام کے بارے میں غیر ضروری چھان بین اور بال کی کھال نکالنے کے مترادف ہیں' اس قسم کے سوالات وہ ہیں جن سے میری رائے میں منع کیا گیا ہے۔

۲- اس مضمون کی حدیث بے شک ہے مگر میرے علم کی حد تک والدین کے حکم سے بیوی کو طلاق دینے کی ہدایت ایک حکم عام نہیں ہے بلکہ ایسے مخصوص حالات کے لیے ہے جب بیوی بدزبان ہو یا شوہر کے والدین کو ایذا پہنچاتی ہو۔ بیوی کے بھی حقوق ہیں' اور بلاوجہ اسے طلاق دینا اس پر ظلم ہے' اور ہر ظلم خالق کی معصیت ہے۔ اس لیے اگر والدین کا حکم کسی شرعی اور معقول وجہ سے نہ ہو اور صرف والدین کی زیادتی اور ناپسندیدگی کی وجہ سے ہو' تو ایسے حکم کو ماننا ضروری نہیں ہے' چونکہ خالق کی معصیت ہوتی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے۔

۳- آج کے اداروں میں ملازموں کو قدیم دور کے غلاموں پر قیاس کرنا صحیح نہیں محسوس ہوتا۔ غلام ملکیت ہوتے تھے' چھوڑ کر کہیں اور نہیں جاسکتے تھے' ان کو تنخواہ نہیں ملتی تھی' اور وہ ساری ضروریات کے لیے اپنے مالک پر انحصار کرتے تھے۔ جب کہ آج کے ملازمین اس طرح اداروں کی ملکیت نہیں ہوتے۔ یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ انسان کو اپنی محنت کا کم سے کم اتنا معاوضہ ضرور ملنا چاہیے جس سے اس کی ضروریات زندگی پوری ہو جائیں۔ لیکن یہ لازم نہیں آتا کہ ایک ادارے میں ملازمین کو اتنے معاوضے دیے جائیں کہ وہ مالکان کی طرح کھائیں اور پہنیں اور زندگی بسر کریں۔ یہ ایک ناممکن العمل بوجھ ہوگا۔ اس طرح ساری صنعتوں اور اداروں کا دیوالیہ نکل جائے گا۔

۴- میری رائے میں مالکان کو ملازمین کے میڈیکل اخراجات برداشت کرنے کا پابند کیا جاسکتا ہے' بشرطیکہ ان کی صنعت و تجارت اس کی استطاعت رکھتی ہو مگر کسی کو ایسی بات کی تکلیف نہیں دی جا سکتی جو اس کی استطاعت سے باہر ہو۔

۵- جو کچھ دنیا والوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہونے کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا سے دل کو بے نیاز رکھنا۔ دوسرے یہ کہ جو معاملات دنیا والوں کے ہاتھوں میں ہوں ان کے بارے میں اپنے آپ کو ان کا محتاج نہ سمجھنا۔ سوال کرنے کو اگرچہ پسند نہیں کیا گیا ہے' لیکن مشکل اور مصیبت میں انسان کا انسان سے مدد چاہنا ایک بالکل فطری عمل ہے۔ جب تک آدمی اپنے جیسے انسان کو اصل دینے والا نہ سمجھے اس وقت تک اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ (خرم مراد)